نورٌ علیٰ نورٍ یهدی الله لنوره من یشاء

الحمد للہ کہ رسالہ نافعہ دربیان تعلیمات و اصطلاحات طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ معہ شجرہ نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مسمّٰی بہ

ہدایۃ السالکین

مؤلفہ

صاحب الارشاد والہدایۃ قبلۂ عالم حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب فضلی

دامت برکاتہم

باہتمام

جناب مولوی غلام محی الدین صاحب فاروقی ایڈوکیٹ غازی پور بہ زیور طبع مزین گردید

حسب ارشاد مؤلف

محمد احسان الحق پرنٹر و پبلشر نے اکلیل پرنٹنگ پریس مہراج گنج میں چھاپا

نحمدہ و نصلی

"حرفِ گفتنی"

www.faranjunedahmad.blogspot.in

Juned Ahmad Noor

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے طریقۂ تعلیم اور مصطلحات کے موضوع پر اگرچہ متعدد بزرگان دین کی مختلف تصنیفات و تالیفات اُردو اور فارسی میں موجود ہیں تاہم ایک ایسے رسالہ کی سخت ضرورت تھی جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم اور ضروری مضامین کا جامع ہوتا۔ خاص کر اس دور میں جبکہ باطل کی ردائیں حق کے چہرے کا نقاب بن گئی ہیں۔ الحاد و بے دینی کی دیمک نے شجر اسلام کے جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اور طاعت و عبادت پر فسق و فجور نے فتح پالی ہے۔ بدعات و سیئات کی تاریکی نے سنت کی روشنی کو ماند کر رکھا ہے، اور بھی اس بات کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ان پر نور تعلیمات کو از سرِ نو پیش کیا جاتا۔ اور بزرگانِ دین کے ان پاکیزہ مضامین کو پھر سے دُہرایا جاتا۔

ہوسکتا تھا کہ کوئی پیشہ ور مصنف یا مؤلف اس ضرورت کو پورا کردیتا مگر راقم الحروف کی خواہش اور تمنا تقریباً ایک سال سے یہ تھی کہ یہ اہم کام اللہ تعالیٰ کسی ایسی شخصیت سے انجام دلاتا جو اس طریقۂ عالیہ کی تعلیمات اور احوال و مقامات سے نہ صرف علمی طور پر واقف ہوتا بلکہ ان تعلیمات اور احوال و مقامات کے میدان عمل کا شہسوار اور اس راستہ کے راہگیروں کا راہبر "منجانب اللہ مقرر شدہ" ہوتا (جس کو اس طائفہ علیہ کی اصطلاح میں قطب الارشاد کے مبارک لقب سے ملقب کیا جاتا ہے) تاکہ اس رسالے کے بلند پایہ مضامین اور اس کے معانی میں مؤلف کے نور ایمان اور اس کی نسبت کا اثر بھی نہاں ہوتا جو اس رسالہ کے مطالعہ کرنے والوں کے قلوب کو غیر محسوس طریقہ پر راہ ہدایت کا خواہاں اور دین کا دالہ و شیدا بنا دیتا اور غیر شعوری طور پر علم سے عمل کی طرف کھینچتا، اور قال سے حال کی جانب رہنمائی کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے اپنے ایک حقیر بندہ کی آرزو کو محض اپنے فضل و کرم سے پورا فرما دیا۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر پدید

چنانچہ سیدنا و مرشدنا قبلۂ عالم حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب فضلی دامت برکاتہم جو بلا شبہہ اس باطل کے دور میں ارشاد و

ہدایت کے آفتاب اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے چشم و چراغ اور اس سلسلۂ عالیہ کی خصوصیات کے حقیقی پاسبان ہیں" آپ نے پیش نظر رسالہ کو تالیف فرما کر ارسال فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ "آپ صاحبان اِن فوائد کو ملاحظہ فرما کر اگر مناسب سمجھیں تو شجرہ کے آخر میں اس کو درج کر دیں۔ مگر میرا نام کہیں درج نہ ہو۔ بلکہ فلاں یا فلاں صاحب کے نام سے رہے تو اچھا ہے"۔

مگر مجھ کو یقین ہے کہ یہ رسالہ حضرت اقدس کے نام نامی و اسم گرامی کے اظہار کی صورت میں آپ کے متوسلین و معتقدین کے حق میں نافع سے انفع اور مفید سے مفید تر ہو جائیگا۔ اس لئے نیز اپنے واجب الاحترام بزرگ مولوی محمد فاروق صاحب وکیل و مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل کی فرمائش کے مطابق حضرت اقدس کے اسم گرامی کے ظاہر کرنے پر میں نے اپنے آپ کو مجبور پایا۔ لہذا مجھے امید ہے کہ حضرت قبلہ میری جرأت و گستاخی کو دامنِ عفو میں چھپا لینگے۔ ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

رسالہ ہذا کو "ھدایۃ السالکین" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کے آخر میں شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ رحمانیہ رحیمیہ اور ضروری نصائح اور ضروری وظائف کو بطور ضمیمہ شامل کر دیا ہے۔ اور ختم خواجگان

تتمہ کے زیر عنوان مندرج ہے۔ یہ سب کچھ حضرت قبلۂ عالم دامت برکاتہم کا جمع فرمودہ ہے۔ ترتیب راقم الحروف نے دی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ جس نے اس ترتیب کی خدمت کی توفیق محض اپنے فضل سے بخشی ہے وہ ہی شرف قبولیت سے نوازے اور حضرت قبلہ عالم دامت برکاتہم کے جملہ خدام کو خصوصاً اور طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے تمام سالکین اور دیگر مسلمانوں کو عموماً اس مبارک تالیف سے کما حقہ منتفع اور فیضیاب فرمائے۔ اور اس کے شایع کرنے والے عزیز کی خدمت کو قبول فرما کر دونوں جہان میں فائز المرام فرمائے۔ ع

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دعاؤں کا محتاج

مُرتّب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

ھدیۃ السالکین

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمِین وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَاَتبَاعِہٖ اَجمَعِینَ

اَمَّا بَعدُ ۔ شجرہ طیبہ کے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ضروری باتیں دینی بھائیوں کے لئے تحریر کیجائیں جن کو فوائد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان فوائد کو قبول فرما کر تمام طالبین کو نفع پہونچائے ۔ آمین ثم آمین۔

فائدہ اوّل

تصوّف کا مقصد اور اس کی حقیقت

واضح رہے کہ تصوّف یا بالفاظ دیگر طریقت یا حقیقت شریعت کے علاوہ کوئی چیز نہیں ۔ بلکہ جو کچھ سیّد الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم فرمایا ہے اسی کا نام شریعت ہے

اور وہی اصل چیز ہے۔ رضائے الٰہی اور نجات آخرت اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ تصوّف اسی شریعت کے مقاصد کی تحصیل و تکمیل کیلئے ایک وسیلہ ہے۔ چنانچہ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ اپنے مکتوبات دفتر اوّل کے چھتیسویں ۳۶ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ "شریعت کے تین جزو ہیں علم و عمل و اخلاص، جب تک یہ تینوں جزو نہ پائے جائیں شریعت کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اور جب شریعت کا وجود ہو جائیگا تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی جو تمام دنیوی و اخروی سعادتوں سے بالاتر ہے۔ قولہ تعالیٰ

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے)

لہٰذا معلوم ہوا کہ شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے، اور کوئی مقصد ایسا نہیں ہے جس کے لئے شریعت کے سوا اور کسی چیز کی حاجت ہو۔ باقی رہی طریقت و حقیقت جو صوفیوں کی امتیازی چیزیں ہیں یہ دونوں شریعت کی خادم ہیں۔ اور شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ غرض یہ کہ شریعت کے علاوہ کوئی دوسری چیز مقصود نہیں۔

غلط فہمی اور اس کا ازالہ۔ عام طور پر جہلاء اور ناواقف

صوفیوں کے طبقہ میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ طریقت اور چیز ہے شریعت اور۔ یہ بات بالکل غلط اور سخت بے دینی اور انتہائی گمراہ کن ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یا تو اتباع شریعت کی اہمیت مسلمانوں کے نظر سے کم ہو جائے اور احکام شرعیہ کی طرف سے معاذ اللہ بے رغبتی پیدا ہو جائے یا تصوف سے نفرت اور بعد پیدا ہو جائے۔ اسی غلط تخیل اور بے جا تصور نے علماء و صوفیا کے درمیان ایک وسیع خلیج پیدا کر کے ان کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ حالانکہ علم بغیر عمل اور عمل بغیر اخلاص دونوں ناقص ہیں

تصوف کا مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ غیب کی باتیں معلوم ہونے لگیں جس کو کشف کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نہ ہی تصوف کا مقصود کرامات کا ظہور ہے۔ کشف و کرامت کا ظہور بعض حضرات سے ہوتا ہے۔ اور بعض سے نہیں جن سے نہیں ہوتا ان کے مرتبہ میں کوئی نقصان نہیں آتا اور جن سے ان کا ظہور ہوتا ہے ان کے مرتبہ میں کوئی زیادتی متحقق نہیں۔ نیز تصوف کا مقصود اس عالم میں حق تعالیٰ کا دیدار بھی نہیں دیدار کا وعدہ جہاں کہیں ایمان والوں کے لئے کیا گیا ہے وہ عالم آخرت کے لئے ہے۔ اس دنیا میں ظاہری آنکھوں سے دیدار الٰہی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ۔ الخ (نگاہیں اسکو نہیں پا سکتیں) قرآن مجید پارہ (۷)

خوب سمجھ لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ تصوّف کا مقصود سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ جن عقائد کی شریعت نے تعلیم دی ہے ان کا یقین پختہ ہو جائے اور وہ چیزیں معلومات کے درجہ سے ترقی کر کے مشہودات کے درجہ پر فائز ہو جائیں۔ اور جب یہ عقاید اس حد تک پختہ ہو جائینگے تو ظاہر ہے کہ اعمال شرعیہ کی پابندی سہل ہو جائیگی اور تمام کاموں میں لازمی طور پر اخلاص پیدا ہو جائیگا۔ یعنی کسی کام میں رضائے الٰہی کے سوا کچھ بھی مقصود نہ ہوگا۔ سیدنا امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اوّل کے تیسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک شخص نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہ سے پوچھا کہ سلوک یعنی تصوّف کا مقصود کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شریعت سے مجمل طور پر معلوم ہوئی تھی وہ مفصّل ہو جائے۔ اور جو چیز دلیل سے معلوم ہوئی تھی وہ کشف سے ظاہر ہو جائے۔ یہ نہیں فرمایا کہ معلومات شرعیہ سے زائد کوئی چیز حاصل ہوگی۔ اگرچہ راستہ میں کچھ زائد چیزیں ظاہر ہوتی ہیں لیکن انتہا تک پہونچ جانے کے بعد یہ زائد چیزیں پراگندہ ذرّوں کی طرح فنا ہو جاتی ہیں۔ اور وہی معلومات شرعیہ مفصّل طور سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف کی فضا میں آجاتی ہیں۔"

نیز سیدنا حضرت امام ربانی رح مکتوب ۲۶۶ دفتر اوّل میں فرماتے ہیں۔

اعتقاد وعمل کے دو بازوؤں کے حاصل کرنے کے بعد اگر توفیق الٰہی جل سلطانہ رہنمائی کرے تو پھر صوفیا کا راستہ طے کرتا ہے نہ اس لئے کہ اعتقاد وعمل سے زائد کوئی چیز حاصل ہوگی۔ اور کوئی نئی چیز ہاتھ آئے گی۔ بلکہ طریقہ صوفیا کا مقصود یہ ہے کہ انھیں اعتقادات کا ایسا یقین اور اطمینان پیدا ہوجائے جو کسی کے شک ڈالنے سے ہرگز زائل نہ ہو۔ اور کسی کے شبہہ دلانے سے نہ مٹ سکے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلے وہ اعتقادات دلیل کے سبب سے تھے اور اب وہ چیز اللہ کو یاد کرنے کی وجہ سے کشف میں آجائیگی اور قوی اور مضبوط ہوجائیگی۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ آیت قرآنی ہے معنی اسکے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرا مقصد طریقہ صوفیا کا یہ ہے کہ اعمال شرعیہ مثلاً نماز روزہ وغیرہ کے ادا کرنے میں آسانی وسہولت حاصل ہوجائے اور جو سستی وسرکشی نفس امارہ کی وجہ سے ہوتی ہے وہ دور ہوجائے۔ طریقہ صوفیاء کا مقصود ہرگز یہ نہیں ہے کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ کیا جائے یا غیبی الوان وانوار کا معائنہ کیا جائے کیونکہ یہ چیزیں لہو ولعب میں داخل ہیں ظاہری صورتوں اور ظاہری انوار میں کیا کمی ہے کہ کوئی ان کو چھوڑ کر اس تمنا میں ریاضات مجاہدات کرے تاکہ غیبی صورتیں اور انوار مشاہدہ میں آجائیں " مختصر یہ کہ

تصوف اصل میں وہی چیز ہے جس کو احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں لفظ احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (حدیث جبرئیل بخاری ص۱۲ ج۱ کتاب الایمان) یعنی احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ حاصل نہیں ہو تو اس طرح کہ وہ تمکو دیکھ رہا ہے

فائدہ دوم

طریقہ نقشبندیہ کی فضیلت

علم تصوف یا فقر و درویشی میں بہت سے امام ہوئے ہیں جس طرح علم فقہ میں متعدد ائمہ پیدا ہوئے اور ہر امام کے مقلدین نے اپنی جماعت کو اپنے اماموں کے ناموں کی طرف منسوب کیا ہے مثلاً حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، بالکل اسی طرح تصوف میں ہر امام کے متبعین اپنے آپ کو اپنے اماموں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسی انتساب کے سبب امتیاز رکھتے ہیں جیسے نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی وغیرہم۔ اور جس طرح فقہ میں ایک امام کے مقلد دوسرے امام کا انکار نہیں کرتے اور مختلف اماموں کے مقلدین میں باہم کوئی نزاع نہیں

یہی حال فقرا اور درویشوں کا بھی ہے کہ باہم ایک دوسرے کا انکار نہیں کرتے۔ اور باوجود جزوی اختلاف کے ایک دوسرے سے نزاع نہیں رکھتے۔ بلکہ صاف طور پر تصریح کرتے ہیں کہ یہ سب طریقے موصل الی اللہ ہیں۔ نیز یہ کہ ہر طریقہ کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

طریقۂ نقشبندیہ کے امام شہنشاہ بخارا خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ بھی خاص رحمت ہے کہ الف ثانی کا مجدد جو اس امت کے لئے پیدا کیا گیا وہ بھی اسی طریقۂ نقشبندیہ کا متبع ہوا۔ اسی وجہ سے اب اس طریقہ کو مجددیہ بھی کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے جتنے طریقے ہیں سب مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہیں اور سب وصول الی اللہ کیلئے کافی ہیں۔ تاہم ان میں فرق مراتب اور بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں فرق مراتب اور فضیلت رکھی ہے۔ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ (قرآن مجید پ ۳) (یہ رسول ہیں کہ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے) یہ انبیائے کرام بالاتفاق مقتدی الکل فی الکل ہیں۔ اور تمام اولیاء اللہ ہمن کان (خواہ کسی طبقہ سے ہوں) سب ان کے طفیلی ہیں۔ اسی سنت اللہ کے

مطابق تمام طریقوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ طریق بوجوہ ذیل طریقۂ نقشبندیہ ہے۔

اوّل۔ طریقۂ نقشبندیہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا گیا ہے اور آپ باجماع امّت تمام صحابہ سے افضل ہیں بلکہ قطعی طور پر آپؓ انبیا کے بعد افضل البشر ہیں۔ لہٰذا آپ کا طریقہ بلاشک وشبہہ تمام طریقوں سے اعلےٰ و افضل ہے۔

دوم۔ طریقۂ نقشبندیہ کی بنیاد شریعت کی پابندی اور اتباعِ سنّت پر ہے۔

سوم۔ طریقۂ نقشبندیہ سب سے سہل ہے۔ بڑی بڑی ریاضات و مجاہدات از قسم چلّہ کشی وغیرہ اس طریق میں نہیں ہیں۔ بلکہ یہاں صرف اتباع سنّت اور شیخ کی صحبت و توجّہ سے بآسانی سلوک کی منزلیں طے کرائی جاتی ہیں۔ جو بالکل صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روش ہے۔

چہارم۔ طریقۂ نقشبندیہ میں وصول الی اللہ جلد ہو جاتا ہے اور جو بات دوسرے طریقوں میں انتہا میں حاصل ہوتی ہے وہ اس طریقہ میں ابتدا ہی میں مل جاتی ہے۔ اسی چیز کی طرف حضرت عارف جامی قدس سرہ نے اپنے اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے

اوّلِ اُو آخرِ ہر منتہی آخرِ اُو جیب تمنا تہی

اس قسم کی خصوصیات طریقۂ نقشبندیہ کی بہت ہیں مگر اختصار کے ساتھ چند خصوصیات بیان کرنے کے بعد سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات پر اس فائدہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مکتوب ۲۴ دفترِ اوّل میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرات صوفیہ طریقہ کے کامل ہونے میں اور دوسروں کو کامل بنانے میں چونکہ باہم فرق رکھتے ہیں۔ لہذا جس طریقہ میں اتباع سنت کا التزام ہو اور احکام شرعیہ کی بجا آوری کے زیادہ موافق ہو۔ اس طریقہ کا اختیار کرنا اولیٰ و انسب ہے۔ اور وہ طریقہ اکابر نقشبندیہ کا طریقہ ہے کیونکہ ان بزرگواروں نے اس طریقہ میں سنت کا التزام اور بدعت سے پرہیز فرمایا ہے۔ حتی الامکان رخصت پر عمل نہیں کرتے اور نہ اجازت دیتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر باطن کے لئے اس کو مفید سمجھیں اور عزیمت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، خواہ اس کو صورت و سیرت میں باطن کے لئے مضر خیال کریں حال و وجدان کو ان بزرگوں نے احکام شرعیہ کے تابع بنایا ہے۔ اور ذوق و معرفت کی باتوں کو علوم دینیہ کا خادم سمجھا ہے۔ احکام شرعیہ کے نفیس جواہر کو بچوں کی طرح وجد و حال کے اخروٹ و منقی سے نہیں بدلتے۔ اور مکتوب ۲۹ دفترِ اوّل میں فرماتے ہیں۔

"جاننا چاہئے کہ جو طریقہ سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ

سابق، اور سب سے زیادہ شریعت کے موافق اور سب سے زیادہ نور آور۔ اور سب سے زیادہ سلامتی والا۔ اور سب سے زیادہ مضبوط، اور سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ رہنمائی کرنے والا، اور سب سے زیادہ بلند، اور سب سے زیادہ بزرگ، اور سب سے زیادہ کامل ہے" وہ طریقہ نقشبندیہ ہے" قدس اللہ اسرارہم۔ یہ سب بزرگی اس طریقہ کی اور بلندی شان ان بزرگوں کی بوجہ التزام و اتباع سنت کے ہے۔ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اور بوجہ بدعت نامرضیہ سے پرہیز کرنے کے ہے۔ یہی بزرگوار ہیں کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ مِنَ الْمَلِکِ الْمَنَّانِ کی طرح انتہا اس کام کی انکی ابتدا میں شامل ہوگئی ہے۔ اور ان کے حضور و آگاہی میں ہیشگی و دوام ہے اور درجۂ کمال پر پہونچنے کے بعد انکا حضور و آگاہی دوسروں کے حضور و آگاہی سے فوقیت رکھتا ہے۔ ایک خاص بات طریقہ نقشبندیہ میں یہ بھی ہے کہ یہ طریقہ بالکل احناف کے مطابق ہے۔ اس طریقہ کے لوگوں کو فقہ حنفی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا پڑتا۔ جیسے ذکر جہر وغیرہ۔ اس مطابقت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کے اکابر سب کے سب حنفی تھے بلکہ ان کا شمار فقہاء حنفیہ میں سے ہے۔ (کتاب الفوائد ملاحظہ کریں۔ لطف بالائے لطف یہ بھی ہے کہ دوسرے ائمہ کے مقلدین یعنی شافعی، مالکی، حنبلی حضرات کو بھی اس طریقہ میں داخل ہونے کے بعد

اپنی فقہ کے خلاف کوئی عمل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

فائدہ سوم

طریقۂ نقشبندیہ کی تعلیمات

طریقۂ نقشبندیہ کی تمام تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی پوری پابندی کیجائے اور باطن میں بجز اللہ کی یاد کے کچھ بھی نہ ہو۔ چنانچہ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۳ دفتر اوّل میں فرماتے ہیں۔

"اپنے ظاہر کو شریعت غرا کی پابندی سے آراستہ کرنا اور اپنے باطن کو ہر وقت حق جل جلالہ کے ساتھ رکھنا بڑا کام ہے۔ دیکھیں کارپردازان قضا و قدر کس صاحب دولت کو ان دونوں نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرماتے ہیں" نیز اسی دفتر کے مکتوب ۴۶ میں فرماتے ہیں۔

"کل قیامت کے دن شریعت کی بابت پرسش ہوگی تصوف کی بابت پرسش نہیں ہوگی۔

تعلیمات کی کچھ تفصیل بطور تاکید مزید حسب ذیل ہے۔

تعلیم اوّل (۱)

بڑے اہتمام اور کامل احتیاط کے ساتھ اپنے عقاید کی تصحیح کرنی چاہیئے
تمام عقائد اہل سنت کے موافق ہوں۔ اگر کوئی عقیدہ بھی اہل سنت کے
خلاف ہوگا تو رضائے الٰہی یا بالفاظ دیگر نجات کی امید نہیں۔ اُمّہات
عقائد تین۳ ہیں۔ (۱) عقیدۂ توحید۔ (۲) عقیدۂ رسالت۔
(۳) عقیدۂ قیامت۔ باقی عقائد انھی کے فروع ہیں۔

تعلیم دوم (۲)

عقاید کی تصحیح کے بعد اعمال شرعیہ کی پابندی ضروری و لازمی ہے۔
اعمال دو قسم کے ہیں۔ ایک۱ مامورات، یعنی جنکے کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے
دوسرے۲ منہیات، یعنی جن کے کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے۔ ان دونوں
قسموں کی پابندی ضروری ہے۔ مامورات شرعیہ میں کچھ فرائض ہیں۔
کچھ واجبات۔ کچھ سنن۔ کچھ مستحبات۔ اسی طرح منہیات ہیں کچھ
حرام ہیں۔ کچھ مکروہ تحریمی ہیں۔ کچھ مکروہ تنزیہی۔
فرائض و واجبات کا ادا کرنا اور حرام و مکروہ تحریمی سے بچنا تو ہر
مسلمان کے لئے لازم ہے۔ لیکن ان بزرگان دین کی نظر چونکہ عزیمت پر ہے

اس لئے اس سلسلہ میں سنن و مستحبات کے ترک کی بھی حتی الامکان اجازت نہیں دیتے اور مکروہ تنزیہی کے ارتکاب سے بھی حتی الامکان پرہیز کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

پانچ وقت کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنی چاہئے۔ حتی الوسع جماعت کی پابندی کا بلیغ اہتمام کرنا چاہئے۔ بغیر عذر شرعی مسجد کی حاضری میں قصور نہ کرنا چاہئے۔ پنج وقتی نمازوں کے علاوہ جو جو نمازیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ جیسے نماز چاشت۔ نماز فی الزوال۔ و نماز تہجد وغیرہ۔ ان کے ترک پر بھی رضی نہ ہونا چاہئے۔ ان نمازوں میں تہجد کو موکد سمجھیں کیونکہ یہ سنت موکدہ ہے۔

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں ان کو بڑے اہتمام کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ علاوہ رمضان شریف کے شوال المکرم کے چھ روزے اور یوم عرفہ (نو ذی الحجہ) کا روزہ۔ اور عاشوراء (نویں و دسویں محرم) کے روزے بہت فضیلت رکھتے ہیں۔ نیز پندرہ شعبان کا روزہ۔

زکوۃ و حج بھی فرائض اسلامیہ میں سے ہیں۔ جو حضرات مکلف ہیں ان کو چاہئے کہ ان فرائض کو ان کے آداب کی رعائت کے ساتھ ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ شبانہ روز کے اذکار ادعیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان میں بعض موقت بعض غیر موقت ہیں

بعضے کسی سبب کے ساتھ مشروط بعض غیر مشروط ہیں۔ ان کو حدیث کی کتابوں سے یا حصن حصین سے یا اس کے ملخص کہف المتین سے دیکھ کر یاد کرلیں۔ اور اس کی پابندی کریں۔ موجب برکات ہیں۔

تعلیم سوم (۳)

اتباع سنت کی حرص اپنے دل میں پیدا کرنی چاہئے۔ نہ صرف عبادات بلکہ عادات میں بھی۔ مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، اُٹھنے بیٹھنے میں۔ استنجا و طہارت میں، رنج و راحت میں، خلوت و جلوت میں غرض ہر شعبۂ زندگی میں کوشش ہونی چاہئے کہ ہم ہر عمل کو اُسی طرح کریں جس طرح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم دیا ہے یا کیا ہے۔ سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں جابجا اتباع سنت کی تاکید فرمائی ہے اور اس کی برکات کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ مکتوب ۲۹ دفتر اوّل میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جاننا چاہئے کہ حضرات خواجگان نقشبند قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ (یعنی طریقہ نقشبندیہ) کا حاصل یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کا پابند ہو۔ اور سنت سنیہ مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پابندی کرے اور ہوائے نفسانی سے بچے۔ حتی الامکان عزیمت پر

عمل کرے اور رخصت پر عمل کرنے سے بچے اور استہلاک و اضمحلال حاصل کرے۔ سب سے پہلے جذبہ کی جانب"۔

حضرت مولانا غلام علی شاہ صاحب قدس سرہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جو عبادتیں فرض و واجب ہیں ان میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی نیت ہونی چاہئے۔ اشیاء خوردنی میں سے جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہیں مثلاً گوشت اور سرکہ اور کدو اور خربوزہ اور تربوز وغیرہ ان چیزوں کے کھانے میں بھی اتباع سنت کی نیت ہونی چاہئے۔ اس طرح جب اتباع سنت کی حرص دل میں گھر کرلیتی ہے تو اس کو ایک خاص قسم کا تعلق جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو جاتا ہے اور یہی تعلق اصل چیز ہے اور تمام برکات و فیوض کا سرچشمہ ہے اور ایسے شخص پر خاص رحمت خداوندی یہ ہوتی ہے کہ افعال اضطراریہ میں منجانب اللہ خلاف سنت حرکات سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے"

(۴) تعلیم چہارم

بدعات سے بہت بچنا چاہئے۔ بدعتی فاسق سے بدتر ہے۔ کیونکہ فاسق جس گناہ کو کرتا ہے گناہ سمجھ کر کرتا ہے۔ اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھ کر

کرتا ہے۔ بدعت ہر اُس نئی بات کو کہتے ہیں جو دین میں نکالی جائے۔ اور اس کا ثبوت شریعت کے چاروں اصولوں (کتاب اللہ و سنت رسول اللہ واجماع امت و قیاس مجتہدین) میں نہ ہو۔ بعض متاخرین نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں حسنہ و سیئہ۔ سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سخت مخالفت فرمائی ہے اور متعدد مکتوبات میں اس پر بہت زور دیا ہے کہ ہرگز کوئی بدعت حسنہ نہیں ہو سکتی ہے۔ درحقیقت بدعت کی یہ تقسیم بہت مضر ثابت ہوئی اور بدعات کے لئے دروازہ کھل گیا۔ بدعت کی اس تقسیم کا فوری اور لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بدعت سے جیسی نفرت ہونی چاہئے تھی وہ باقی نہیں رہی۔ چنانچہ سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد مکتوبات میں سے ایک مکتوب مکرم کے کچھ اقتباسات ذیل میں زیب رقم کئے جاتے ہیں

مکتوب ۲۳ دفتر دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک شہباز کی ضرورت ہے کہ جو سنت کی نصرت کرے اور بدعت کو ہزیمت دے بدعت کو رائج کرنا دین کے خراب کرنے کا سبب ہے۔ اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے منہدم کرنے کا باعث و سبب ہے۔ اس حدیث کو لوگوں نے سنا ہوگا کہ "جس نے بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کے منہدم کرنے میں مدد دی" پوری ہمت اور پورے ارادہ کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہئے

کہ کسی سنت کی ترویج کیجائے اور کسی بدعت کو دور کیا جائے۔ ہر زمانہ میں خاص کر اس زمانہ ضعف اسلام میں اسلام کی تعلیمات کو قائم کرنا۔ سنت کی ترویج اور بدعت کی تخریب کے ساتھ وابستہ ہے۔ گذرے ہوئے لوگوں نے شاید بدعت میں کچھ حسن دیکھا ہوگا جس کی وجہ سے بدعت کے بعض افراد کو انھوں نے مستحسن قرار دیا۔ مگر یہ فقیر اس مسئلہ میں ان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا۔ اور بدعت کے کسی فرد کو حسن نہیں جانتا۔ اور اس میں سوائے ظلمت و کدورت (سیاہی و تاریکی) کے کچھ محسوس نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "ہر بدعت گمراہی ہے" یہ فقیر اپنے وجدان میں معلوم کر رہا ہے کہ اس غربت و ضعف اسلام کے زمانہ میں دین اسلام کی سلامتی سنّت کی پابندی کے ساتھ وابستہ ہے اور بدعت کے ارتکاب میں دین کی خرابی لازم ہے۔ یہ فقیر بدعت کو مثل بیلچہ کے جانتا ہے کہ وہ اسلام کی بنیاد کو منہدم کر رہا ہے۔ اور سنّت کو مثل چمکتے ہوئے تارہ کے ادراک کر رہا ہے کہ وہ گمراہی کی شب تاریک میں رہنمائی کرتا ہے۔ اس وقت کے علماء کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ توفیق دے کہ وہ کسی بدعت کو حسنہ نہ کہیں۔ اور کسی بدعت کے ارتکاب کا فتویٰ ہی نہ دیں۔ اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں صبح کی سفیدی کی طرح روشن دکھائی دے۔ کیونکہ شیطان کی فریب

کاریوں کو سنت کے ماسوا ہر چیز میں دخل ہے"

بفاصلۂ چند سطور فرماتے ہیں۔

"اس وقت کے صوفیا بھی اگر انصاف کریں اور اسلام کے ضعف و جھوٹ رواج عام کو دیکھیں تو ان کو بھی چاہئے کہ سنت کے سوا اور چیزوں میں اپنے پیر کی تقلید نہ کریں اور نئی گھڑی ہوئی باتوں کو اپنے پیروں کے عمل کے بہانہ سے اپنا شیوہ نہ قرار دیں۔ اتباع سنت یقیناً موجب نجات اور مثمر خیرات و برکات ہے۔ اور غیر سنت کی تقلید میں بہت خطرے ہیں پیغام پہونچانے والے پر صرف پیغام پہونچا دینا فرض ہے (یہ فرض میں نے ادا کر دیا) اللہ تعالیٰ ہمارے پیروں کو ہماری طرف سے اچھی جزا دے کہ انھوں نے ہم پیچھے آنے والوں کو بدعت کے ارتکاب کی رہنمائی نہیں کی۔ اور اپنی تقلید میں ہمکو ہلاک کرنے والی تاریکیوں میں نہیں ڈالا۔ اور سوائے اتباع سنت کے اور کوئی راہ نہیں بتائی۔ اور سوائے عزیمت پر عمل کرنے کے اور کوئی ہدایت ہم کو نہیں دی۔ اسی وجہ سے ان بزرگوں کا کام بہت بلند ہو گیا۔ اور ان کے وصول کی ڈیوڑھی بہت اونچی ہو گئی یہی بزرگوار ہیں کہ سماع و رقص کو انھوں نے ٹھوکر ماردی اور وجد و تواجد کو انھوں نے انگشت شہادت سے دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسروں کا مکشوف و مشہود ان بزرگواروں کے نزدیک ماسوا اللہ میں داخل ہے

اور دوسروں کا معلوم و متخیل ان بزرگواروں کے نزدیک قابل نفی ہے ان بزرگواروں کا معاملہ دید و دانش سے بالاتر ہے۔ اور معلوم و تخیل سے بہت اونچا اور تجلیات و ظہورات سے برتر اور مکاشفات و معائنات سے بہت بڑھ کر ہے۔ (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے)

تعلیم پنجم (۵)

تمام عبادات میں بلکہ ہر کام میں اخلاص ضروری ہے یعنی جو کام کیا جائے اس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ اور یہ صفت بغیر اسکے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبدیت کا صحیح تعلق قائم ہو، حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسی صفت کے حاصل کرنے کے لئے تصوف کی ضرورت ہے۔ سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۵۴ دفتر اول میں فرماتے ہیں۔

"سلوک کی منزلیں طے کرنے اور جذبی مقامات کے قطع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر و سلوک سے مقصود اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو معبود آفاقی و انفسی کی فنا کے ساتھ وابستہ ہے"۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ بغیر اخلاص کے کام نہیں بنتا اور خلاص "جب تک اللہ کے ماسوا سے قطع تعلق نہ ہوجائے" حاصل نہیں ہوتا۔ اور ماسوا سے انقطاع بغیر وصول الی اللہ کے ناممکن ہے۔ سیدنا حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب مکرم اسی امر کی تحقیق میں ہے کہ گسستن (ماسوا اللہ سے انقطاع) پہلے ہوتا ہے یا پیوستن (وصول الی اللہ) حضرات صوفیاء کرام کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ گسستن پہلے ہوتا ہے اسکے بعد پیوستن۔ دوسرا قول اسکے برعکس ہے۔ تیسرا قول متردد ہے کہ نہیں معلوم پہلے کون ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا فیصلہ اس طور سے زیب رقم فرمایا ہے کہ گسستن اور پیوستن ایک ساتھ آنِ واحد میں ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں تقدم زمانی کسی ایک کو دوسرے پر نہیں ہے۔ البتہ تقدم ذاتی پیوستن کو ہے یعنی حق تعالیٰ کی عنایت و رحمت جب کسی بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے تو اس کو وصول اِلی اللہ کی دولت حاصل ہوتی ہے اور اس دولت کے ملتے ہی اس دولت کی وجہ سے اسی آن میں ماسوا کے تمام تعلقات کٹ جاتے ہیں حضرت عارف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ ؎

از اں دم کہ یارم کسے خویش خواند
دِگر با کسے آشنائی نماند

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ کے تین[۳] طریقے ہیں۔
اوّل[۱] ذکر۔ دوم[۲] مراقبہ۔ سوم[۳] رابطہ۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ اسم ذات
یعنی اللہ اللہ کا ورد کرنا۔ اور ذکر نفی و اثبات یعنی کلمہ طیبہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرنا۔ مراقبہ کی کئی قسمیں ہیں۔ مراقبۂ احدیت
مراقبۂ معیت۔ مراقبۂ اقربیت وغیرہ وغیرہ۔ رابطہ کہتے ہیں پیر کے ساتھ
محبت کرنے کو اور ضروری ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے
ہر وقت اس کا خیال دل میں رہتا ہے۔ اس کی صورت آئینۂ دل میں
بس جاتی ہے بس یہی چیز رابطہ ہے۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ کے ان تینوں طریقوں
میں سے سب سے زیادہ مفید اور سریع التاثیر رابطہ ہے۔ رابطہ بغیر
ذکر و مراقبہ وصول الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن ذکر و مراقبہ بغیر
رابطہ کچھ مفید نہیں۔ اسی رابطہ کے متعلق حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں

ع۔ چوں خلیل آمد خیالِ یارِ من
صورتش بُت معنیٔ او بت شکن

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہٗ اپنے مکتوب
جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں۔
"ہمارے طریقہ میں درجۂ کمال تک پہنچنا شیخ مقتدا سے رابطہ

محبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ طالب صادق بوجہ اس محبت کے جو اپنے شیخ سے رکھتا ہے شیخ کے باطن سے فیوض و برکات کو اخذ کرتا ہے۔ اور بسبب معنوی مناسبت کے بلحاظ شیخ کے رنگ میں رنگین ہوتا جاتا ہے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فنا فی الشیخ۔ فنائے حقیقی یعنی فنا فی اللہ کا مقدمہ ہے۔ ذکر الٰہی بغیر رابطہ مذکورہ کے اور بغیر فنا فی الشیخ کے موصل الی اللہ نہیں ہے۔ اگرچہ ذکر الٰہی وصول الی اللہ کے اسباب میں سے ہے لیکن اکثر اوقات رابطہ محبت اور فنا فی الشیخ کے ساتھ وابستہ ہے۔ رابطہ تنہا بھی آداب صحبت کی رعایت اور شیخ کی توجہ و التفات کے ساتھ طریقہ ذکر کی پابندی کے بغیر موصل الی اللہ ہے سلوک و تسلیک اختیاری جو طریقہ نقشبندیہ کے سوا دوسرے طریقوں میں ہوتا ہے اس میں کام کا مدار وظائف و اوراد و اذکار پر ہے۔ اور معاملہ کی بنیاد ریاضتوں اور چلہ کشیوں پر ہے۔ پیر طریقت کی طرف اس درجہ کا رجوع وہاں نہیں ہے سیدنا حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۱۸۷ دفتر اول میں فرماتے ہیں

"جاننا چاہیے کہ کسی مرید کو اپنے پیر کے ساتھ بغیر تکلف اور بغیر ورزش کے اگر نسبت رابطہ حاصل ہو جائے تو یہ علامت اس بات کی ہے کہ پیر و مرید کے درمیان پوری مناسبت ہے۔ اور یہی مناسبت افادہ و استفادہ کا سبب ہے۔ وصول الی اللہ کے لئے کوئی راستہ رابطہ کے

راستہ سے قریب نہیں ہے۔ دیکھنا ہے کہ کس صاحب دولت کو (کارپرداز ان قضا و قدر) یہ سعادت عطا فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ اپنی کتاب فقرات میں فرماتے ہیں "سایۂ رہبر بہ است از ذکرِ حق" (ذکر سے بہتر ہے سایہ پیر کا) یہ فرمانا باعتبار نفع کے ہے نہ باعتبار فضیلت کے۔ نیز دفتر دوم کے مکتوب ۳۰ میں اپنے ایک مرید کو جن پر اس رابطہ کا غلبہ اس قدر ہو گیا کہ نماز میں بھی شیخ کا تصور رہنے لگا۔ ہر چند کوشش کرتے تھے کہ نماز میں یہ تصور نہ رہے مگر وہ تصور زائل نہیں ہوتا تھا۔ اس کیفیت سے انھوں نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کیا تو آپ ان کو جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"نسبت رابطہ کی ورزش کو تم نے لکھا ہے کہ اس قدر غالب ہو گئی ہے کہ نماز میں بھی اس کو مسجود دیکھتا اور سمجھتا ہوں۔ اور بالفرض اگر اس رابطہ کی نفی بھی کروں تو وہ صورت سامنے سے نہیں ہٹتی ہے۔ محبت اطوار یہ دولت تو طالبان (مولیٰ) کی انتہائی تمنا کی چیز ہے ہزاروں میں سے کسی ایک کو یہ دولت عطا فرماتے ہیں جس کو یہ دولت ملے اس کی استعداد نہایت کامل ہے۔ ممکن ہے کہ شیخ مقتدا کی تھوڑی سی صحبت میں اس کے تمام کمالات کو جذب کر لے۔ نسبت رابطہ کی کیوں

نفی کرتے ہو وہ تو کعبہ مکرمہ کی طرح مسجود الیہ ہو اللہ تعالیٰ کی طرح مسجود لہٗ نہیں ہے۔ اور اگر مسجود الیہ کی نفی بھی ضروری ہو تو محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے۔؟

تعلیم ششم

اللہ تعالیٰ کی یاد سے کسی وقت غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد جب کسی دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ دل پاک ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کی محبت کے کسی دوسری چیز کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اور تمام نجاستیں باطن سے خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ شعر

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست ۔۔۔ پاکی دل ز ذکر رحمٰن ست

قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اور اس کی کثرت کی تاکید فرمائی گئی ہے اور اس پر وعدے بھی ہیں۔ یہاں صرف چار آیتیں لکھی جاتی ہیں۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔	(اے ایمان والو) اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔	اے ایمان والو اللہ کو بہت کثرت سے یاد کیا کرو۔

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ۝	تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کرونگا۔
وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ۝	اور جو شخص اللہ کی یاد سے اندھا (غافل) بنجائے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں وہ اسکے ساتھ رہتا ہے

تعلیم ہفتم (۷)

اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کے لئے طریقہ نقشبندیہ میں سب سے پہلے اسم ذات کی تعلیم دیجاتی ہے۔ واضح رہے کہ اِن بزرگانِ دین کی تحقیق میں انسان دس چیزوں سے مرکب ہے۔ اور چونکہ یہ دس چیزیں محض اللہ تعالیٰ کے لطف سے وجود میں آئی ہیں اور اشرف المخلوقات یعنی انسان کا جزو بنی ہیں اس وجہ سے ان کو لطائف کہا جاتا ہے۔ ان دس[۱۰] لطیفوں میں پانچ لطیفوں کا اصلی مقام عرش عظیم سے اوپر ہے وہ یہ ہیں۔ قلب[۱]، روح[۲]، سِر[۳]، خفی[۴]، اخفی[۵]، اور پانچ لطیفے عرش کے نیچے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ نفس[۱]، آگ[۲]، پانی[۳]، ہوا[۴]، مٹی[۵]، ان دس[۱۰] لطیفوں میں سے آخری چار لطیفوں سے انسان کا جسم بنا ہے۔ اور اوّل کے چھ لطیفوں کو جسم انسانی کے خاص خاص مقامات سے تعلق عشقی خالق جل شانہٗ نے عطا فرمایا ہے۔ یہ تعلق ایسا سمجھنا چاہیئے کہ جیسے

کہ بادشاہ کو اپنے ملک کے دور و دراز مقامات کے ہر ہر گوشہ سے تعلق
رہتا ہے۔ بعض بزرگوں سے سننے میں آیا ہے۔
قلب کا تعلق سینہ میں بائیں جانب پستان سے دو انگشت نیچے
قدرے مائل بہ پہلو اس مضغۂ گوشت سے ہے جس کو عربی میں قلب اور
فارسی میں دل کہا جاتا ہے۔ روح کا تعلق سینہ میں دائیں جانب
پستان سے بقدر دو انگشت نیچے ہے۔ سِر کا تعلق سینہ میں بائیں جانب
پستان سے بقدر دو انگشت اوپر ہے۔ خفی کا تعلق دائیں جانب پستان سے
بقدر دو انگشت اوپر ہے۔ اخفیٰ کا تعلق وسط سینہ سے ہے (نفس کا
مقام دماغ اور اُس کا مستقر پیشانی ہے) جو کچھ بزرگوں سے سننے میں
آیا اسی کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ذکر قلبی کا طریقہ

جب ذکر شروع کرنا چاہیں تو پہلے پچیس بار استغفار (رَبِّ اغْفِرْ لِیْ
وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم) اس کے بعد دس مرتبہ
درود شریف (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔) اس کے بعد سورہ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص
تین بار پڑھ کر اس کا ثواب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور

آپ کے آل اطہار و اصحاب کرام اور جملہ اولیاء اللہ اور تمام پیرانِ طریقت خاص کر حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن و مولانا شاہ عبد الکریم صاحب قدس سرہما کو بخش کر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر، سمیع و بصیر علیم اور بے مثال سمجھ کر طریقۂ معلومہ کے مطابق ذکر میں مصروف ہو۔ اور مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ رکھے۔ (۱) زبان کو تالو سے چپاں کرلے اور ذکر کرتے وقت زبان یا کسی حصۂ جسم کو جنبش نہ ہو۔ (۲) ذکر کرتے وقت لفظ اللہ کے معنی کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ یعنی وہ ذات جو تمام عیبوں سے پاک اور تمام خوبیوں سے موصوف ہے جس پر ایمان لائے ہیں۔ (۳) ذکر کرتے وقت اپنے شیخ کا تصوّر جس سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو مفید ہے۔ اور خطرات کے دفع کرنے میں تریاق اعظم ہے (۴) مبتدی کیلئے ضروری ہے کہ اپنا سارا وقت ذکر میں صرف کرے۔ نمازوں میں صرف فرض، واجب سنّت موکدہ پر کفایت کرے۔ پیشاب و پاخانہ کے وقت بھی ذکر سے غافل نہ ہو۔ کسی سے بات کرے یا کوئی کام کرے یہاں تک کہ سوتے وقت بھی ذکر کرتے ہوئے سو جائے غرض کسی حال میں ذکر سے غافل نہو ذکر کی کثرت اس درجہ کرے کہ نیند میں جب تمام جسم پر غفلت طاری رہتی ہے قلب ذاکر و بیدار رہے۔ اس حالت کے پیدا ہونے کے بعد قلب کو ذرا دیر کے لئے خاموش کرنا غیر ممکن ہو جائے۔

تعلیم ہشتم (۸)

اس تعلیم میں ان آٹھ کلمات کی شرح ایک نقشہ کی صورت میں درج کی جاتی ہے۔ جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ یہ آٹھوں کلمات سرحلقۂ خواجگان سیدنا حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضرت موصوف نے دریا کو کوزہ میں کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کلمات کی شرح میں بزرگانِ دین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق بڑے بڑے مضامین عالیہ سپردِ قلم فرمائے ہیں لیکن اس فقیر نے یہاں صرف انھیں معانی پر اکتفا کی ہے جو بالکل ظاہر اور عام فہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

کلمات ہشتگانہ

ہوش در دم[۱]۔ نظر بر قدم[۲]۔ سفر در وطن[۳]۔ خلوت در انجمن[۴]
یاد کرد[۵]۔ بازگشت[۶]۔ نگہداشت[۷]۔ یادداشت[۸]

شرح کلمات ہشتگانہ

ہوش در دم[۱]	ہر سانس میں ہوشیار رہنا۔ یعنی یہ خیال رکھنا کہ کوئی سانس اللہ کی یاد سے خالی نہ جائے۔ شعر تراایک پند بس در ہر دو عالم ۔ ز جانت بر نیاید جز خدا دم

نظر بر قدم[۲]	چلنے پھرنے میں نظر نیچی رکھے اِدھر اُدھر نہ دیکھے کیونکہ جو چیزیں دکھلائی پڑتی ہیں ان کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اور توجہ الی اللہ میں خلل پڑ جاتا ہے۔ چلنے سے مراد باطن کا سلوک بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب بدل جائیگا تفصیل کیلئے مکتوبات امام ربّانی ملاحظہ ہو۔
سفر در وطن[۳]	بغیر ظاہری سفر کے باطن کی سیر کرنا۔ اور بُرے حالات و صفات سے عمدہ حالات کی طرف منتقل ہونا۔ سیر دو قسم کی ہے۔ ایک سیر آفاقی۔ جس کو ظاہری سفر کہتے ہیں۔ دوسرے سیر انفسی۔ دوسرے طریقوں میں مرید کو سیر آفاقی کرنی پڑتی ہے۔ مگر سِلسلہ نقشبندیہ میں سیر آفاقی بلا ضرورت ممنوع ہی۔ صرف سیر انفسی کی تعلیم دیجاتی ہے۔ شعر چو مشک اند خاموش و تسبیح گوئے چو باد اند پنہاں و چالاک پوئے
خلوت در انجمن[۴]	لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ رہنا اور اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ شعر از بروں درمیان بازارم ۔ وز دروں خلوت ست با یارم

	خواجۂ خواجگان شہنشاہ بخارا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ **شعر** از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں
۵ یاد کرد	اپنے قلب کی طرف متوجہ ہونا اور خیال کرنا کہ قلب سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔ ؎ مجنوں بخیالِ زلف لیلیٰ در دشت در دشت بہ جستجوے لیلیٰ می گشت
۶ بازگشت	چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد یہ دعا مانگنا کہ خداوندا میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا۔ تو اپنی محبت دے، اور اپنی پہچان عطا فرما۔ یہ دعا دلی دھیان سے ہونی چاہیے ؎ بہ سر رشتہ خود بیانم باز ٭ سخن عاشقی کنم آغاز
۷ نگہداشت	ذکر سے جو کیفیت پیدا ہو اُس کیفیت کو قائم رکھنا یا ذکر کے وقت خطرات و وساوس سے اپنے قلب کو بچانا۔ ؎ نہیں ممکن کہ خطرہ غیر کا دل میں کبھی آئے کسی کی یاد میں سب کو بھلانا اسکو کہتے ہیں

یادداشت	جب ذکر میں اس قدر مشق ہو جائے کہ بے ارادہ دل سے اللہ اللہ نکلنے لگے تو اس کو یادداشت کہتے ہیں۔ ابتدا میں جو چیز یاد کر دکھی جاتی ہے وہی آخر میں یادداشت سے تعبیر کیجاتی ہے اور اس منزل میں پہونچکر طالب آیۂ کریمہ مندرجہ ذیل کا صحیح مصداق ہو جاتا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ ترجمہ کچھ مرد ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت کا کاروبار اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا۔

تعلیم نہم ۹

جاننا چاہیئے کہ سالک کیلئے اپنے پیر طریقت کے آداب کی رعایت اس راہ کی ضروریات میں سے ہے۔ اس لئے کہ اَلطَّرِيْقُ كُلُّهٗ اَدَبٌ (سلوک تمام تر ادب ہی) اور مشہور مثل ہے کہ "کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہونچتا"۔ ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ‌ ‌ ‌ ‌ بے ادب محروم گشت از فضل رب

اگر آداب کو ملحوظ نہ رکھیں تو باوجود عبادت و ریاضت حرمان و بے نصیبی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیئگا۔ البتہ آداب کی بجا آوری افادہ و استفادہ کی راہ کھول دیتی ہے۔ سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب ۲۹۲ دفتر اوّل کے کچھ اقتباسات اس مطلب کے لئے

درج کئے جاتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہی کافی ہونگے۔

جاننا چاہئے کہ اس راہ کے سالک دو حال سے خالی نہیں۔

یا مرید ہیں یا مراد۔ اگر مراد ہیں تو اُن کے لئے مبارکبادی ہے۔ محبت اور انجذاب کی راہ سے ان کو کھینچ کھینچ کر لائینگے اور مطلب اعلیٰ تک پہونچا دینگے جو ادب ان کے لئے درکار ہوگا بوسیلہ یا بے وسیلہ ان کو سکھلا دینگے۔ اور اگر ان سے کوئی لغزش ہوجائیگی تو ان کو جلد اس سے آگاہ کر دینگے۔ اور اس پر ان کا مواخذہ نہ کرینگے۔ اور اگر پیر ظاہر کی ان کو حاجت ہوگی تو ان کی کوشش کے بغیر اس دولت کی طرف ان کی رہنمائی کرینگے الخ اور اگر مرید ہیں تو کامل مکمل پیر کے وسیلہ کے بغیر ان کا کام دشوار ہے۔ پیر ایسا ہونا چاہئے جو جذبہ اور سلوک کی دولت سے مشرف ہوا ہو اور فنا و بقا کی سعادت سے بہرہ ور ہو۔ اور سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ سیر فی الاشیاء باللہ کو انجام تک پہونچا یا ہو۔ اور اگر اس کا جذبہ اسکے سلوک پر مقدم ہے اور مرادوں کی تربیت سے تربیت یافتہ ہے تو اس کا وجود سرخ گن دھک (کیمیا) کی طرح ہے۔ اس کا کلام دواء اس کی نظر شفا ہے، مردہ دل اس کی توجہ شریف سے زندہ ہوتے ہیں۔ اور مرجھائی ہوئی جانیں اس کے لطیف التفات سے تازہ ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کسی طالب کو اس قسم کا کامل مکمل پیر مل جائے تو

اس کے وجودِ شریف کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اس کے حوالہ کر دے اور اپنی سعادت اُس کی رضامندی اور اپنی بدبختی اسکی نارضامندی میں جانے۔"

"طالب کو چاہیئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں اس کی بغیر اجازت نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو۔ اور اس کے حضور میں اسکے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور بالکل اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے حتیٰ کہ جبتک وہ امر نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں نماز فرض و سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے"

جہاں تک ہو سکے۔ ایسی جگہ بھی کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سایہ پر پڑتا ہو' اور اُسکے مصلے پر پاؤں نہ رکھے' اور اس کے وضو کی جگہ طہارت نہ کرے' اور اُس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے' اور اسکے حضور میں پانی نہ پیئے' کھانا نہ کھائے' اور کسی سے گفتگو نہ کرے۔ اور پیر کی غیبت میں جہاں کہ وہ رہتا ہے اس طرف پاؤں دراز نہ کرے۔ اور تھوک بھی اُس طرف نہ پھینکے۔ اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب اور بہتر جانے اگرچہ بظاہر بہتر معلوم نہ ہو۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کام کرتا ہے۔ اس تقدیر پر اعتراض کی

کوئی گنجائش نہیں۔ اگرچہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے لیکن خطائے الہامی خطائے اجتہادی کی طرح ہے۔ اس پر ملامت واعتراض جائز نہیں۔ اور نیز جب مرید کو اپنے پیر سے محبت ہے تو جو کچھ محبوب سے صادر ہوتا ہے محب کی نظروں میں محبوب دکھائی دیتا ہے پھر اعتراض کی کیا مجال ہے۔ اور کھانے، پینے، پہننے اور طاعت کے چھوٹے بڑے کاموں میں پیر ہی کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ اور نماز کو بھی اُسی طرز پر ادا کرنا چاہیئے۔ اور فقہ بھی اُسی کے طریق عمل سے سیکھنی چاہیئے اور اُس کے حرکات وسکنات میں کسی قسم کا اعتراض نہ کرے اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانہ جتنا ہو۔ کیونکہ اعتراض سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور تمام مخلوقات میں سے بدبخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بلائے عظیم سے بچائے۔ اور اپنے پیر سے خوارق وکرامت طلب نہ کرے اگرچہ وہ طلب خطرات ووساوس کے طریق پر ہو۔ اگر دل میں کوئی شبہہ پیدا ہو تو بے توقف عرض کر دے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے، پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب منسوب نہ کرے۔ اور جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے۔ اور جو تعبیر طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے۔ اور صواب و

خطا کو اُسی سے طلب کرے۔ اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ کیونکہ اِس جہان میں حق، باطل کے ساتھ۔ خطا، صواب کے ساتھ ملا جُلا ہے۔ اور اپنی آواز کو پیر کی آواز سے بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے اس لئے کہ بے ادبی میں داخل ہے۔ اور جو فیض و فتوح اس کو پہونچے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے۔ اور اگر واقع میں دیکھے کہ فیض اور مشائخ سے پہونچا ہے تو اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے۔ اور جان لے کہ جب پیر تمام کمالات و فیوض کا جامع ہے تو پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے، مرید کو پہونچا ہے۔ اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جس کے مناسب وہ فیض رکھتا ہے۔ اور وہ شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ محبّت کے غلبہ کے باعث مرید نے اس کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے فیض اس سے جانا ہے جو بڑا بھاری مغالطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ لغزش سے نگاہ رکھے۔ اور سید البشر صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل پیر کے اعتقاد اور محبّت کو ثابت قدم رکھے۔ اور اگر مرید بعض آداب کے بجا لانے میں اپنے کو قصوروار جانے اور اُس کو کما حقہٗ ادا نہ کر سکے اور کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ برآنہ ہو سکے تو معاف ہے۔ لیکن اس کو

اپنے قصور کا اقرار کرنا ضروری ہے اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصور وار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگواروں کے برکات سے محروم رہتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ ھُمْ شَادُوا الدِّیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

تمت

اَللّٰہُ الصَّمَدُ

ضمیمہ

شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ رحمانیہ رحیمیہ

مع

ضروری نصائح

و

اوراد و وظائف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ رحمانیہ رحیمیہ

منظوم فارسی

نظم کردہ یکے از خدام قبلۂ عالم حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب فضلی مدظلہ

خداوندا بفضل و رحمتِ خاص — بدہ مارا برائے خویش خلاص

بحقِ باعثِ تکوینِ عالمؐ — شہنشاہِ رسولاںؑ فخرِ آدمؑ

محمد مصطفےٰ آں جانِ عالم — شوم قرباں بہ نعلینش بجانم

بحقِ حضرتِ بوبکرؓ و سلمانؓ — بدہ مارا الٰہی دین و ایماں

بحقِ قاسمؓ نورِ ہدایت — زبہرِ جعفرِ صادقؓ بغایت

بحقِ بایزیدؓ شاہ بسطام — بجاہِ بوالحسنؒ شیخِ خوش ایام

بحقِ شاہ بوالقاسمؒ گرگاں — بشد وجہِ بقائے دین و ایماں

بحقِ بوعلیؒ شاہ عالم — امام و رہبرِ اولاد آدم

بحقِ خواجہ بویوسف کہ ہمداں — بہ او شد قبلہ گاہِ جن و انساں

بہ عبدالخالق اہلِ مقامات — بذاتِ پاک او نازد عبادات

بحقِ واقفِ سرِّ معارف — کہ اسمش در جہاں شد شیخِ عارف

بحقِ شیخ دوراں خواجہ محمودؒ — کہ از فیضش شود احوال مسعود
بحقِ آنکہ شد مصروف طاعات — علی رامیتنیؒ مردِ خوش اوقات
بحقِ حضرتِ بابا سماسیؒ — بہ فیضِ او مطیعِ حق شد عاصی
بحقِ آنکہ شد فیضِ مفضال — امیرِ عارفاں آں شیخ کلاّل
بحقِ آنکہ شد میرِ امیراں — بہاؤ الدینؒ شاہِ علم و عرفاں
بحقِ شہ علاؤ الدین عطّارؒ — ز روئے زہد و تقوی بحرِ ذخّار
بحقِ حضرتِ یعقوب چرخیؒ — بہ بندد در جہاں دل ہائے ترقی
بحقِ رہنمائے اہل اسرار — بہ آں حضرت عبید اللہؒ احرار
بحقِ آنکہ شد گنجِ سعادت — محمد زاہدؒ کنزِ ہدایت
بحقِ شاہِ عالم خواجہ درویشؒ — نشد مایوس از و بیگانہ و خویش
بہ امکنگی گشتہ ملکِ سمرقند — بجودش جن و انساں گشتہ خورسند
بحقِ خواجۂ فانی فی اللہ — کہ شد موسوم از باقی باللہؒ
بحقِ مظہرِ آیاتِ تجدید — بذاتِ مظہرِ انوارِ توحید
نوید اولیاء اللہ عالم — مرادِ سیدِ اولادِ آدمؑ
بجاہِ ابنِ فاروقِ مجدّد — امام دین و ملت شیخ احمدؓ
خداوندا برائے خواجہ معصومؒ — مکن مارا از فضلِ خویش محروم
بحقِ آنکہ فانی گشتہ فی اللہ — کہ نامِ نامیش شد حجت اللہؒ

بحقِ وارثانِ فیض مقسوم	زبیرؒ و شہ ضیاء اللہؒ مخدوم
بحقِ آنکہ شد در عشقِ حق طاق	امام الاولیا آں شاہِ آفاقؒ
بحقِ قبلہ گاہِ اہلِ ایماں	امامِ دین شاہِ فضلِ رحمانؒ
بحقِ عارفِ رازِ حقیقت	شہِ عبد الکریمؒ پیرِ صحبت
بحقِ مقتدائے اہلِ عرفاں	شہِ عبد الرحیم (مدظلہ) فضلِ یزداں

عطا کن بہرِ جاہش نورِ ایماں
الٰہی عاقبت محمود گرداں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہٖ سیدنا محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۝

نصائحِ ضروریہ

جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ انجامِ کار موت ہے اور قبر ٹھکانا۔ منکر نکیر، مؤکل، عذابِ قبر، قیامت، جنت و دوزخ، حساب و کتاب، جزا و سزا، برحق ہیں تو اگر عقلمند ہے تو موت اور نجاتِ آخرت سے زیادہ کسی چیز کا اندیشہ نہ کریگا۔ اور سب سے زیادہ زادِ آخرت کے حاصل کرنے کی تدبیر میں مصروف رہیگا۔ دنیا خواب ہے، آخرت بیداری۔ موت

درمیان میں ہے اور ہم جس عالم میں ہیں یہ خیالات پریشان ہیں۔ پس چاہیئے کہ اوّل مسائلِ شرعیہ اہل سنّت والجماعت حاصل کرے اور اسکے مطابق عقائد و اعمال کی اصلاح کرے اور رذائل، حرص، غصّہ، جھوٹ غیبت، بخل، حسد، تکبّر، ریا، اسراف (فضول خرچی) وغیرہ سے پرہیز کرے اور خصائل حمیدہ، صبر، شکر، تواضع، قناعت، تحمل، توکل، رضا استقامت، حضور، شہود، قرب، معیّت، ترک تدبیر و اختیار، پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔ نماز باجماعت کا پابند رہے۔ کسی حال میں یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ خلاف شرع فقرا سے بچتا رہے۔ اپنے کو حقیر و کمتر خیال کرے۔ بات نرمی سے کرے سکوت و خلوت کو محبوب رکھے۔ کھانے پینے میں اعتدال شریعت کو مدنظر رکھے۔ نہ اتنا کھائے کہ کسل پیدا ہو، نہ اس قدر کم کہ طاعت سے معذور ہو۔ فقر و فاقہ سے تنگ نہ ہو۔ اپنے متعلقین سے نرمی کا برتاؤ کرے۔ ان کے خطا و قصور کو معاف کرے۔ غیبت و عیب جوئی نہ کرے بلکہ عیب پوشی کرے۔ اپنے عیوب کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ کم ہنسے زیادہ روئے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اُس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے۔ موت کا ہر وقت خیال رکھے۔ روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کیا کرے۔ غیر مشروع مجالس میں نہ جائے۔ اولیاء کے مزارات سے مستفید

ہوتا رہے۔ اکثر قبرستان جاکر ایصال ثواب کرتا رہے، غربا و مساکین، علماء و صلحا کی صحبت اختیار کرے۔ مرشد کے آداب و فرمان بجا لائے۔ استقامت کیلئے ہمیشہ دعا کرتا رہے۔ بدعتی اور جاہل فقرا، عالم شدید القلب و زاہد خشک نیز ہر اُس شخص کی صحبت سے پرہیز کرے جو ناجنس یعنی اس کے طریق میں داخل نہ ہو جو درویش یا عالم متقدمین کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو اُس سے حذر کرے۔ حضرت پیران پیر سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ (فیوض یزدانی) اور فتوح الغیب و مکتوبات سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و رسالہ سبیل الرشاد و ہدیۃ السالکین خود دیکھے اور دوسروں کو سُنائے انشاء اللہ نفع ہوگا۔ اور دوسروں کو بھی نفع پہونچنے کی امید ہے۔ شجرہ کو ایک بار روزانہ پڑھ لیا کرے۔ اور ان ضروری نصائح کو گاہ بگاہ پڑھا کرے اور تمام نصیحتوں پر بتدریج عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی دنیاوی ضرورت پیش آجائے تو ختم خواجگان جو تتمہ کے عنوان کے ماتحت آخر میں درج ہے اسکو پڑھے یا جن بزرگان دین کا تذکرہ اس شجرہ میں ہے ان کو ایصال ثواب کرکے گریہ وزاری و خلوص کے ساتھ دربار الٰہی میں ان بزرگان دین کے وسیلہ سے اپنی حاجت کے پورا ہونے کیلئے دعا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور فائدہ ہوگا۔ آزمودہ و مجرب ہے۔

شجرۂ مبارکہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمانیہ رحیمیہ

رحمۃ اللہ علیہم

نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مدفن
۱	الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم	۱۲۔ ربیع الاول	مدینہ منورہ
۲	الٰہی بحرمت امیر الدین حضرت سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۳ جمادی الثانی	مدینہ منورہ
۳	الٰہی بحرمت صاحب رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۰۔ رجب	مدائن
۴	الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۴ جمادی الثانی	مدینہ منورہ
۵	الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵۔ رجب	مدینہ منورہ
۶	الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ	۱۴ ر شعبان	بسطام
۷	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ	۱۵ ر رمضان شریف	خرقان
۸	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانی رضی اللہ عنہ		اعراس
۹	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رضی اللہ عنہ	۴ ر ربیع الاول	طوس
۱۰	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ	۲۷ ر رجب	مرو

نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مدفن
۱۱	الٰہی بحرمت حضرت خواجۂ خواجگان عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ	۱۲/ ربیع الاوّل	غجدوان
۱۲	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رضی اللہ عنہ	غرّہ شوال	ریوگرہ
۱۳	الٰہی بحرمت خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی رضی اللہ عنہ	۱۷/ ربیع الاول	
۱۴	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رضی اللہ عنہ	۲۷/ رمضان	خوارزم
۱۵	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بابا سماسی رضی اللہ عنہ	۱۰/ جمادی الثانی	قریۂ سماس
۱۶	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سیّد امیر کلال رضی اللہ عنہ	۱۷/ جمادی الثانی	سوفار
۱۷	الٰہی بحرمت حضرت خواجۂ خواجگان محبّان الٰہی حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رضی اللہ عنہ مشکل کشا	۱۲ ربیع الاوّل	بخارا
۱۸	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطّار رضی اللہ عنہ	۲/ رجب	

مدفن	تاریخ وصال	اسمائے مبارک	نمبر شمار
متصل بخارا	۹ر صفر	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ	۱۹
سمرقند	۲۸ر ربیع الاوّل	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ	۲۰
سمرقند	یکم ربیع الاوّل	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمد زاہد رضی اللہ عنہ	۲۱
سمرقند	۱۹ر محرم	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رضی اللہ عنہ	۲۲
سمرقند	۲۲ر شوال	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امکنگی رضی اللہ عنہ	۲۳
دہلی	۲۸ر جمادی الثانی	الٰہی بحرمت حضرت فانی فی اللہ خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ	۲۴
سرہند شریف	۲۸ر صفر	الٰہی بحرمت حضرت امام ربّانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ	۲۵
سرہند شریف	۹ر ربیع الاوّل	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ	۲۶
سرہند شریف	۱۹ر محرم سنہ ۱۱۱۴ھ	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حجت اللہ نقشبند ثانی رضی اللہ عنہ	۲۷

نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مدفن
۲۸	الٰہی بحرمت حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ	۴ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ھ	سرہند شریف
۲۹	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ضیاء اللہ رضی اللہ عنہ	۴ ربیع الاول	سرہند شریف
۳۰	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ محمد آفاق رضی اللہ عنہ۔	۸ محرم ۱۲۵۱ھ	دہلی
۳۱	الٰہی بحرمت حضرت مولانا مرشدنا شہنشاہ فضل رحمان رضی اللہ عنہ	۲۲ ربیع الاول	گنج مراد آباد
۳۲	الٰہی بحرمت حضرت مولانا شاہ عبد الکریم صاحب پیر صحبت رضی اللہ عنہ	...	"
۳۳	الٰہی بحرمت حضرت شاہ الحاج عبد الرحیم صاحب فضلی مدظلہ العالی و دامت برکاتہٗ		مقیم فیض آباد

ضروری وظائف

بعد نماز پنجگانہ :۔ سُبْحَانَ اللهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار۔ آیۃ الکرسی۔ ۳ بار سورہ اخلاص ۱۰ بار سوتے وقت :۔ تسبیح فاطمہ باوضو پڑھ کر ذکر کرتے ہوئے سو رہے۔

صبح وشام :- یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ سَوبار یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ -

سَوبار - سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ سَوبار

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سَوبار

بعد نماز فجر و مغرب :- اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سات بار -

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - دس بار

بعد نماز فجر سورہ یٰسٓ ایک بار - بعد مغرب سورہ واقعہ ایک بار

بعد عشا سورہ ملک ایک بار

تلاوت کلام مجید جس قدر ہو سکے دلی دھیان سے کرنی چاہیئے - اور درود شریف و استغفار کی کثرت رکھنی چاہیئے - اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو تو کہف المتین روزانہ پڑھنا چاہیئے - اور اسماء حسنیٰ صبح وشام ضرور پڑھے - اور تہجد میں سورہ یٰسٓ پڑھیں تو افضل ہے - مگر سب دلی دھیان سے ہونا چاہیئے - باقی صحبت پر موقوف ہے -

تتمّہ

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں کا معمول ہے کہ جب کوئی حاجت

پیش آجاتی ہے تو اپنے بزرگوں کا ختم پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ ہر قسم کی حاجت کیلئے ان ختموں کا پڑھنا مجرب ہے۔ حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں اپنے شاگردوں کو بہت تاکید فرمائی ہے کہ ختم مجدّدی و ختم خواجگان کا روزانہ ورد رکھیں۔ درحقیقت ان ختموں کے برکات بیش از بیش ہیں،

ختم خواجگان

ختم حضرت خواجہ خواجگان نقشبند رضی اللہ عنہ

یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ۔ پانچسو۵۰۰ بار۔ اوّل آخر درود شریف سو سو بار

ختم حضرت پیران پیر سیّدنا محیّ الدین عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ پانچ سو۵۰۰ بار۔ حضرت کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد ایک دفعہ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ہے۔ اوّل و آخر سو سو بار درود شریف

ختم حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ

یَا بَاقِیُ اَنْتَ الْبَاقِیْ پانچ سو۵ بار اوّل آخر درود شریف سو۱۰۰ سو۱۰۰ بار
حضرت کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد ایک بار کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ
وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ہے۔

ختم حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پانچ سو۵ بار۔ اوّل و آخر سو۱۰۰ سو۱۰۰ بار
درود شریف۔ ہر سیکڑہ کے بعد ایک بار الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۵

ختم حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہٗ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ پانچ سو۵ بار
اوّل آخر سو۱۰۰ سو۱۰۰ بار درود شریف۔ ہر سیکڑہ کے بعد ایک بار فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ
وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ پڑھے۔

ختم حضرت خواجہ حجت اللہ نقشبند ثانی رضی اللہ عنہٗ

یَا فَتَّاحُ سو۱۰۰ بار، یَا وَھَّابُ سو۱۰۰ بار، یَا رَزَّاقُ۔ سو۱۰۰ بار،

یَا مُعِزُّ سَوْ بار، یَا رَافِعُ سَوْ بار، یَا سَلَامُ سَوْ بار، اوّل و آخر درود شریف سَو سَو بار۔

ختم حضرت قبلۂ عالم محمد زبیر قدس سرہٗ

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ پانچ سَو بار۔ اوّل و آخر درود شریف سَو سَو بار۔

ختم حضرت قبلۂ عالم مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔ گیارہ سَو بار۔ یَا بَدِیْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ۔ ایک سَو ایک بار۔

ختم خواجگان نقشبند رضوان اللہ علیہم

یہ ختم مبارک قضائے حاجات کیلئے دوسرے سلاسل میں بھی معمول ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ اوّل ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے کہ یا اللہ یہ ختم خواجگان ہے اس کو قبول فرمالے۔ اور جن بزرگوں کی طرف یہ منسوب ہو اُن کو اس کا ثواب عطا فرمادے۔

اوّل استغفار سَو بار۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ سات بار درود شریف سَو بار۔ سورہ الم نشرح معہ بسم اللہ اناسی بار سورہ اخلاص